22987
11/10

السلام وعلیکم — Date:

جناب مفتی صاحب مجھے کام کے سلسلے میں مسئلہ معلوم
کرنا ہے میرے ایک بہت اچھے دوست ہیں وہ کام کے
سلسلے میں بہت پریشان جو وہ کام کرتے ہیں اس
کام کو چلانے کیلئے انکے پاس پیسے نہیں ہیں جس کی
وجہ سے وہ اپنا کام بند کرنے کو کہہ رہے ہیں
میں انکے ساتھ اپنے پیسے کو لگا رہا ہوں جو دوست ہیں
وہ بھی کام کرینگے اور میرا بیٹا بھی کام کریگا [1]
جو وقت وہ کام کو دینگے بیٹا بھی دیگا
جو کام وہ کرتے ہیں اس میں اگر کوئی مکمل پیسے لگالے اور
کام بھی ساتھ کرلے تو شریعت میں اس کا کیا حکم
ہے انکو کس حساب سے حصہ دیا جائیگا۔ میرے دوست کی
طرف سے شریک نہیں ہیں۔ نیز میرا دوست اپنا کوئی سرمایہ نہیں لگا رہا نقد روپے کی شکل میں

(1) دوست کا کام ہے
ہوزری کا نیو لون ٹی بی اور بابا (چھوٹے بچوں کے کپڑے تیار کرنا)
(2) ہم نے دس لاکھ سے کام کرنا ہے (دس لاکھ میں لگا رہا ہوں)
(3) کام دونوں ملکر کرینگے (دوست اور میرا بیٹا)
(4) انکی مشنری جو موجود ہے انکے مطابق ۱۱ لاکھ مالیت کی ہے
(5) انکی مارکیٹ تک رسائی ہے ہماری نہیں
جہاں مال بیچنا ہے

نیز تنخواہ اگر ہو تو وہ کس پر ہوگی؟

شکریہ

محمد عارفین
0322-2404682
پتہ: دہلی کالونی، پنجاب چورنگی
مکان D-8/137

[1] وضاحت: سائل نے فون پر بتایا کہ ان کا بیٹا باقاعدہ تنخواہ پر کام نہیں کرے گا، بلکہ وہ سائل کی طرف سے کام کرے گا بطور وکیل۔

(مسلک ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلّیاً

صورتِ مسئولہ میں آپ کے پاس نقد رقم ہے اور آپ کے دوست کے پاس مشینیں ہیں اور آپ دونوں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ کے دوست مشینوں کے علاوہ کوئی نقد سرمایہ نہیں لگائیں گے تو شرکت کا یہ معاملہ حضراتِ حنفیہ رحمہم اللہ کے اصل مذہب کے مطابق جائز نہیں ہوگا؛ [لأن العروض لاتصلح أن تكون رأس المال للشركة عند الأحناف رحمهم الله تعالى]، جبکہ بعض دیگر ائمہ رحمہم اللہ کے نزدیک شرکت کی مذکورہ صورت درست ہے، اور چونکہ اس طرح سے شرکت کا معاملہ کرنا بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے ضرورت کے پیشِ نظر بعض دیگر ائمہ رحمہم اللہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے شرکت کا مذکورہ معاملہ کرنے کی گنجائش ہے۔

شرکت کے مذکورہ معاملہ کے متعلق امداد الفتاوی (۴۹۵/۳) میں حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بعض ائمہ کے نزدیک یہ صورت جائز ہے، (فيجوز الشركة والمضاربة بالعروض بجعل قيمتها وقت العقد رأس المال عند أحمد في رواية وهو قول مالك وابن ابي ليلى كما ذكره الموفق في المغني ج: ۵، ص: ۱۲۵) پس ابتلاءِ عام کی وجہ سے اس مسئلہ میں دیگر ائمہ کے قول پر فتویٰ دے کر شرکتِ مذکورہ کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔"

اس کی درست صورت یہ ہوگی کہ معاملہ کرتے وقت فریقین باہمی رضامندی سے مشینوں کی کوئی قیمت طے کر لیں (مثلاً ایک لاکھ روپے)، اور یہی طے شدہ قیمت آپ کے دوست کی طرف سے سرمایہ شمار ہوگی، اور آپ نقد دس لاکھ مثلاً لگائیں تو یہ آپ کی طرف سے سرمایہ سمجھا جائے گا، پھر معاملہ کے اختتام پر ہر فریق کو اس کا سرمایہ واپس کیا جائے گا۔ کاروبار میں ہونے والا نفع آپ اور آپ کے دوست کے درمیان طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم ہوگا، جبکہ نقصان میں آپ دونوں اپنے اپنے سرمایہ کے تناسب سے ہی شریک ہوں گے۔ (مأخذہ التبویب: ۱۱/۱۵۸۷)

واضح رہے کہ آپ کا اپنے بیٹے کو اپنی طرف سے بطورِ وکیل کام پر لگانا درست ہے۔ تاہم آپ کے اور آپ کے بیٹے کے درمیان بھی معاملہ صاف ہونا ضروری ہے کہ وہ آپ کی طرف سے بطورِ وکیل متعین تنخواہ پر کام کرے گا یا اسے آپ کے حصّہ کے نفع میں سے طے شدہ (مثلاً دس فیصد، بیس فیصد یا جتنا آپ اور آپ کے بیٹے کے درمیان طے ہو اتنے) تناسب سے حصّہ ملے گا۔

دار الافتاء

جاری ہے---

المغني – ابن قدامة – (٥ / ١٢٤)

فأما العروض فلا تجوز الشركة فيها في ظاهر المذهب، نص عليه أحمد في رواية أبي طالب وحرب، وحكاه عنه ابن المنذر، وكره ذلك ابن سيرين و يحيى بن أبي كثير و الثوري و الشافعي و إسحاق و أبو ثور و أصحاب الرأي... **وعن أحمد رواية أخرى: أن الشركة والمضاربة تجوز بالعروض، وتجعل قيمتها وقت العقد رأس المال،** قال أحمد: إذا اشتركا في العروض يقسم الربح على ما اشترطا، وقال الأثرم: سمعت أبا عبد الله يسئل عن المضاربة بالمتاع قال: جائز فظاهر هذا صحة الشركة بها، اختار هذا أبو بكر وأبو الخطاب، **وهو قول مالك** و ابن أبي ليلى وبه قال: في المضاربة طاوس والأوزاعي وحماد بن أبي سليمان؛ لأن مقصود الشركة جواز تصرفهما في المالين جميعا، وكون ربح المالين بينهما، وهذا يحصل في العروض كحصوله في الأثمان، فيجب أن تصح الشركة والمضاربة بها كالأثمان.

الفتاوى الهندية (٢/ ٣٢٠)

لو كان المال منهما في شركة العنان والعمل على أحدهما إن شرطا الربح على قدر رءوس أموالهما جاز ويكون ربحه له ووضيعته عليه وإن شرطا الربح للعامل أكثر من رأس ماله لم يصح الشرط ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة ولكل واحد منهما ربح ماله، كذا في السراجية. **ولو شرطا العمل عليهما جميعا صحت الشركة، وإن قل رأس مال أحدهما وكثر رأس مال الآخر واشترطا الربح بينهما على السواء أو على التفاضل فإن الربح بينهما على الشرط، والوضيعة أبدا على قدر رءوس أموالهما، كذا في السراج الوهاج.**

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي (١٨/ ٢٨٣)

واعلم أنه إذا وكل أحد شريكي العنان وكيلا ببيع شيء من شركتهما، جاز عليه وعلى صاحبه استحسانا، وكان القياس أن لا يجوز؛ لأن كل واحد من الشريكين وكيل من جهة صاحبه في التصرف، وليس للوكيل أن يوكل غيره إذا لم يأمره الموكل بذلك.

وجه الاستحسان: أن كلا من الشريكين في حق صاحبه بمنزلة وكيل فوض الأمر إليه على العموم؛ لأن مقصودهما تحصيل الربح، وذلك قد لا يحصل بتصرف واحد، فصار مأذونا من جهة صاحبه بالتوكيل.

المبسوط للسرخسي (١٩/ ١٠٥)

قال: وإذا وكل أحد شريكي العنان وكيلا ببيع شيء من شركتهما، جاز عليه وعلى صاحبه استحسانا، وكان ينبغي في القياس أن لا يجوز؛ لأن كل واحد

جاری ہے---

دار الافتاء

من الشريكين وكيل من جهة صاحبه بالتصرف، وليس للوكيل أن يوكل غيره إذا لم يأمره الموكل بذلك، ولكنه استحسن، فقال: كل واحد من الشريكين في حق صاحبه بمنزلة وكيل فوض إليه الأمر على العموم؛ لأن مقصودهما تحصيل الربح، وذلك لا يحصل بتصرف واحد، فصار مأذونا من جهة صاحبه بالتوكيل فيما يعجز عن مباشرته بنفسه، كما بيناه في المضارب، وهذا؛ لأن كل واحد منهما رضي بتصرف صاحبه فيما هو بصدده من التجارة، والتوكيل من التجارة، فلهذا نفذ من كل واحد منهما على صاحبه.. واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احسن رضا عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۰/ذوالقعدہ/۱۴۴۰ھ
24/جولائی/2019ء

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفر اللہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۲۰/ذوالقعدہ/۱۴۴۰ھ
24/جولائی/2019ء

الجواب صحیح
۲۰-۱۱-۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
۲۰/۱۱/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
۲۰/۱۱/۱۴۴۰ھ

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۵/۲۰۹۳
۱۴۴۰/۱۱/۲۳ھ
۲۰۱۹/۷/۲۷ء

مفتی